مسجدوں میں اعتکاف کی حالت میں بیویوں سے مباشرت وغیرہ نہ کرو جنازہ اٹھانے یا جنازہ کی نماز پڑھنے کے واسطے یا بیمار کی عیادت اور تیمارداری کے لئے مسجد سے نکلنا ہاں اگر قضائے حاجت کیلئے معتکف مسجد سے باہر گیا اور راستہ میں کوئی بیمار مل گیا تو اس سے چلتے چلتے حال پوچھ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ عن عائشۃ قالت السنۃ علی المعتکف ان لا یعود مریضا ولا یشھد جنازۃ ولا یمس امراءۃ ولا یباشرھا ولا یخرج لحاجۃ الا لما لا بد منہ (ابوداؤد) معتکف کیلئے سنت یہ ہے کہ کسی بیمار کی عیادت نہ کرے اور نہ جنازے میں حاضر ہو اور نہ عورت کو چھوئے اور نہ مباشرت و جماع کرے اور پیشاب پاخانے کی حاجت کے علاوہ کسی اور حاجت سے نہ نکلے۔ (باقی آئندہ)

فطرت

(۲)

(از جناب مولوی حافظ عبداللہ صاحب عقیل میوی خطیب جامع کوچین مٹانچری)

غور کیجئے باری تعالیٰ نے شیطان کی نافرمانی پر اُسے فوراً ہی سزا نہیں دی بلکہ اس کو مہلت و موقع دیا کہ شاید اپنی نافرمانی پر نادم و شرمندہ ہو اور توبہ و استغفار سے پاک وصاف ہو جائے مگر شیطان کی بدبختی کہ اُس نے اُس مہلت و فرصت سے بھی فائدہ نہیں اٹھایا تو پھر باری تعالیٰ نے اس کی تنبیہ و تنبّہ کے لئے اسے اس کی نافرمانی کی طرف خاص توجہ دلا کر اس سے سوال و باز پرس کی کہ تونے یہ نافرمانی کیوں کی؟ اب بھی وقت و موقع غنیمت تھا کہ نافرمانی کا اعتراف و اقرار کرتا۔ توبہ و استغفار سے کام لیتا، دست بستہ گناہ کی معافی چاہتا، یقیناً باری تعالیٰ معاف فرما دیتا اور بات رفت و گذشت ہو جاتی۔ "بلائے آمد و لے بخیر گذشت"

لیکن اُس نے ایسا نہیں کیا بلکہ بجائے اسکے نص صریح، حکم قطعی، فرمان خداوندی اور مشیت ایزدی کے مقابلہ میں عقل لڑائی اپنے اصرار و ضد پر قائم رہا اور خالق کونین، مالک ارض سما خداوند رب العالمین کو کس بیباکی سے صاف جواب دیا کہ انا خیر منہ خلقتنی من نار و خلقتہ من طین (پ ۲۳ سورہ ص رکوع ۵) میں بہتر ہوں اس سے مجھکو پیدا کیا تونے آگ سے اور اس کو پیدا کیا تونے مٹی سے۔ "عذر گناہ بدتر از گناہ"

دراصل شیطان کا یہی اصرار، یہی ضد، یہی عقلی دلیل اور نقل پر عقل کو ترجیح دینا ہی باعث لعنت، سبب ذلت اور وجہ خسران و ملامت ہوا، اسی کا نام ہے "چوری اور پھر سینہ زوری"

باری تعالیٰ نے اسی اصرار اور نقل کے مقابلہ میں عقل کو ترجیح و فوقیت دینے کی یہ سزا تجویز فرمائی کہ قال فاخرج منھا فانک رجیم و ان علیک لعنتی الی یوم الدین (پ ۲۳ سورہ ص رکوع ۵) فرمایا پس نکل تو جنت سے کیونکہ تو مردود ہے اور بیشک میری لعنت تجھپر تا روز قیامت ہوتی رہے گی۔

گیا شیطان مارا ایک سجدہ کے نہ کرنے سے + اگر لاکھوں برس سجدے میں سر مارا تو کیا مارا

نص صریح، فرمان خداوندی اور مشیت ایزدی کے مقابلہ میں عقل لڑانیوالوں کی یقیناً یہی سزا ہے، خواہ وہ ابلیس لعین ہو یا حضرت انس وجن اور فرشتے ہی کیوں نہ ہوں "کہ کرد کہ نیافت" ارشاد ہے وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ (پ سورہ عنکبوت رکوع ۴) اور ان مثالوں کو ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں اور نہیں سمجھتے ہیں اس کو مگر علم والے لوگ ؎ چو شمع از پئے علم باید گداخت + کہ بے علم نتواں خدا را شناخت۔

دوسری مثال سنئے اور معاملہ کی اہمیت پر غور کیجئے۔ وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ (پ سورہ بقرہ رکوع ۴) اور جب کہا تیرے رب نے فرشتوں سے کہ میں بنانیوالا ہوں زمین میں ایک خلیفہ فرشتوں نے کہا کیا پیدا کرے گا زمین میں ایسے شخص کو کہ فساد و خونریزیاں کرے گا اس میں اور ہم تو تسبیح کرتے ہیں تیری حمد کیساتھ اور تقدیس کرتے ہیں تیری باری تعالیٰ نے جواب دیا کہ میں جانتا ہوں اس چیز کو جس کی تمہیں خبر نہیں ہے۔

غور کیجئے، یہاں بھی باریتعالیٰ کے ایک فعل پر اعتراض ہے، ارادۂ خالق کو عقل مخلوق بیکار و عبث بلکہ مرجوح و مضر اور خلاف مصلحت قرار دیتی ہے، لیکن باری تعالیٰ ان کی عقلی رائے کو قطعاً و صریحاً مردود فرماتا ہے، اسے ناقابل قبول اور لائق عدم التفات قرار دیتا ہے اور یہ فرما کر فرشتوں کی عقلی دلیل کو ٹھکرا دیتا ہے کہ "میرا علم تمہارے علم سے زیادہ ہے، جو کچھ میں جانتا ہوں تمہیں اس کی خبر نہیں" تمہاری ظاہر بین آنکھیں میرے منتہائے حکمت اور اسرار و رموز کو ہرگز نہیں دیکھ سکتیں ؎

نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن + کہ جا ہا سپر باید انداختن

آخر ش نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ فرشتے اپنے قول و فعل پر نادم و شرمندہ ہوتے ہیں۔ باری تعالیٰ کی مشیت و ارادہ کی صاف و صریح الفاظ میں تائید کرتے ہوئے اپنی لاعلمی، جہالت اور غلطی کا یوں اعتراف و اقرار کرکے معذرت کرتے ہیں سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ (پ سورہ بقرہ رکوع ۴) باری تعالیٰ تو پاک ہے، ہم کو کوئی علم نہیں مگر وہی جو کچھ کہ تو نے عطا کیا بیشک تو ہی بڑے علم و حکمت والا ہے۔

دراصل اسی اعتراف جہل و خطا، اور تائید مشیت ایزدی نے فرشتوں کو شیطان کے گروہ میں شامل و داخل ہونے سے بچایا ورنہ اگر فرشتے بھی شیطان کی طرح اپنی ہی عقلی ضد پر اصرار و ہٹ دھرمی کرتے تو انھیں بھی باری تعالیٰ کے غضب سے کوئی چیز بھی محفوظ و مامون نہ کر سکتی تھی لیکن ان کی بڑی خیریت و نیک بختی اور سعادت و اقبالمندی تھی کہ انھوں نے اپنا عقلی ہتھیار باری تعالیٰ کے فرمان و مشیت کے سامنے ڈالدیا اور دست بستہ معافی کیلئے سر و قد کھڑے ہوگئے ؎

بہ تہدید گر بر کشد تیغ حکم + بمانند کرو بیاں صمّ و بکم
نہ مستغنی از طاعتش پشت کس + نہ بر حرف او جائے انگشت کس

قرآن نے جابجا اس بات کی طرف نہ صرف اشارہ کیا ہے بلکہ صاف وصریح طور پر اعلان کردیا ہے کہ احکام خداوندی وفرامین نبوی کی حکمت ومصلحت نہ تم کو کماحقہٗ معلوم ہوسکتی ہے اور نہ ہی عمل کو حکمت ومصلحت کے کُنہ وعلم پر موقوف رکھنے کی حاجت وضرورت ہے بلکہ عمل کے لئے احکام خداوندی وفرامین نبوی فداہ ابی وامی کا تحقق ہی کافی ہے۔ بلکہ قرآن تو یہانتک کہتا ہے کہ احکام خدا ورسول اگر تمہارے نزدیک نہ صرف خلاف مصلحت ثابت ہوں بلکہ تمہاری عقل سراسر اباء وانکار کرے اور اپنے لئے مضر ونقصان دہ بھی سمجھے تو بھی تمہیں اس پر عمل کرنا ہی پڑے گا کیونکہ وہ فرمانِ خدا ورسول ہے، اور ظاہر ہے کہ خدا ورسول تم سے زیادہ انجام بیں مصلحت آگاہ، باخبر اور حکیم وعلیم ہیں اور "کلام الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ" ارشاد ہوتا ہے۔ کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِتَالُ وَھُوَ کُرْہٌ لَّکُمْ وَعَسٰی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَعَسٰی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَّھُوَ شَرٌّ لَّکُمْ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

جہاد کرنا تم پر فرض کیا گیا حالانکہ وہ ناپسند ہے تمہیں اور یہ ممکن ہے کہ تم کسی بات کو ناپسند کرو اور وہ تمہارے لئے بہتر ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم کسی بات کو پسند کرو اور وہ تمہارے لئے بدتر ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

آیت کا ماحصل یہی ہے کہ تمہارا کسی چیز کو بُرا سمجھنا یقیناً اس کی برائی کی دلیل نہیں اور نہ ہی کسی چیز کو تمہارا بھلا سمجھنا قطعی اس کی بھلائی کا ثبوت ہے بلکہ تمہاری عقل، تمہاری سمجھ، تمہارا علم غلطی کرسکتا ہے۔ تم معصوم عن الخطا، تو نہیں ہو، لہذا تمہارا علم تمہاری سمجھ، تمہاری عقل اور تمہاری فہم وفراست شرعی معاملات میں قابل اعتماد اور لائق تکیہ وقناعت نہیں کیونکہ "انتم لا تعلمون" البتہ معاملات شرعیہ میں خداوند کریم کے فرامین ہی معتبر ومعتمد اور لائق عمل ہونگے اسلئے کہ "اللّٰہُ یَعْلَمُ"۔

نہ ادراک در کُنہ ذاتش رسد ✤ نہ فکرت بغور صفاتش رسد

کہ خاصاں دریں رہ فرس راندہ اند ✤ بلا اُحْصِیْ از تنگ سر واماندہ اند

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ لَوْ کَانَ الدِّیْنُ بِالرَّاْیِ لَکَانَ اَسْفَلُ الْخُفِّ اَوْلٰی بِالْمَسْحِ مِنْ اَعْلَاہُ وَقَدْ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَمْسَحُ عَلٰی ظَاھِرِ خُفَّیْہِ (رواہ ابوداؤد وغیرہ باسانید جیدۃ) حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے فرمایا کہ اگر دین عقل ورائے سے ہوتا تو یقیناً موزے کا نچلا حصہ مسح کیلئے اولیٰ ہوتا اوپر کے حصہ سے حالانکہ بیشک دیکھا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ مسح فرماتے موزے کے اوپر والے حصہ پر✤

حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "تمام احکام شرع اگرچہ حکمت ومصلحت پر مبنی ہیں چنانچہ بہت سے احکام کی مصلحتیں خود خدا ورسول سے مروی ہیں اور بہت سی مصلحتیں علمائے امت نے غور وخوض اور فکر وتامل کے بعد اخذ کرکے بیان کی ہیں لیکن ان اختراعی مصالح اور عقلی حکمتوں کو اصل حکم شرعی میں (ترمیماً، تبدیلاً، ترویداً) ذرہ برابر بھی دخل نہیں، ورنہ اس مقیم کیلئے جو کہ مسافر سے بھی زیادہ تکلیف ومصیبت میں گرفتار ہے (عقلاً) افطار جائز ہوتا۔ اور اس مسافر کو جو کہ اپنے سفر میں مقیم سے بھی زیادہ آرام وآسائش سے ہے شریعت (عقلاً) روزہ رکھنے کا حکم دیتی، وغیرہ

واوجبت ایضاً انہ لا یحل ان یتوقف فی امتثال احکام الشرع اذا صحت بہا الروایۃ علی معرفۃ تلک المصالح